علم الفرائض کے چند مشہور مسائل اور ان کا حل: قدیم وجدید حسابی طریقوں کے تناظر میں ایک علمی جائزہ

Some Famous Problems of Inheritance and their solution: An Overview through Ancient and Modern Arithmetic Rules

ڈاکٹر سہیل انور[i] عادل خان[ii]

Abstract

The knowledge of inheritance has great importance in Islamic sciences. It has been a source of great interest among different Muslim scholars & rulers in different ages. Sometime a scholar was appointed as judge after solving a complicated problem, pertaining to inheritance. Even some problems became popular for their complex nature & for being controversial among different Muslim scholars of this field. Some of these problems are known with a specific title, because they reflect the mind of the specific scholar. Some are even entitled due to occurrence of certain event. Many such famous problems of inheritance have been discussed in the given article by explaining the cause of naming with brief explanation and their mathematical solutions through ancient and modern methods methods.

Key words: The knowledge of Inheritance, Problems of Inheritance, Ancient and modern Arithmetic rules

تمہید

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ جو زندگی کے کسی بھی شعبے میں اپنے پیروکاروں کو کسی اور کے رحم وکرم پر نہیں چھوڑتا اور ہر موقع پر ٹھیک راہنمائی فراہم کرتا ہے۔ علوم اسلامیہ کے مختلف میادین میں ایک میدان 'علم الفرائض' بھی ہے۔ جس کی اہمیت کے مسلم ہونے کے لئے بس اتنا ہی کافی ہے کہ اس کو نصف العلم کہا گیا ہے اور اس کے سیکھنے کی ترغیب بھی آئی ہے۔

عالم اسلام نے جہاں تفسیر حدیث وغیرہ میدانوں میں اعلیٰ رجال تیار کئے ہیں، تو وہاں علم الفرائض میں بھی مشہور شخصیات امت کو فراہم کئے، جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابن عباسؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ وغیرہ،

---

i لیکچرر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان

ii اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان

نیز تابعین اور بعد کے ادوار میں بھی یہ میدان ان مشہور حضرات سے خالی نہیں رہا۔

اس فن کے ماہرین نے مختلف ادوار میں مختلف مواقع پر بعض پیچیدہ مسائل کو بڑی آسانی سے حل کیا ہے، جن کو مخصوص نوعیت کی بناء پر ان مسائل سے موسوم کیا جاتا ہے۔ کہیں پر تو مسئلہ پوچھنے والے، کہیں پر سب سے پہلے جواب دینے والے، کہیں پر مسئلے کی ذاتی نوعیت اور کہیں پر جواب دینے والے ماہر فن کے حالات کی بناء پر اس مخصوص مسئلے کو ملقب وموسوم کیا جاتا ہے۔ زیر نظر مقالہ میں علم میراث سے متعلق اس نوعیت کے ملقب مسائل پر تحقیق کی گئی ہے اور قدیم وجدید حسابی طریقوں سے اس کا حل پیش کیا گیا ہے جو کہ قارئین کے لئے یقیناً مفید اور دلچسپی کا باعث ہوگا۔

علم الفرائض یا اس کے اہم مسائل پر الگ الگ سے تو بہت تحقیقی کام کیا گیا ہے، مگر اس آرٹیکل میں اس علم کا جو خاص پہلو لیا گیا ہے اس پر اسی انداز سے کوئی تحقیقی کام نہیں ہوا ہے۔یعنی علم الفرائض کے مشہور مسائل کا قدیم وجدید حسابی طریقوں سے حل ایک نیا موضوع ہے۔ جس سے علوم اسلامیہ کے طلباء و محققین کو استفادہ ہوگا۔

طریقہ کار یہ اختیار کیا گیا ہے کہ سب سے پہلے علم الفرائض کا تعارف پیش کیا گیا ہے، پھر اس علم کے چند مشہور مسائل اور ان کے وجوہ تسمیہ بیان کئے گئے ہیں۔ پھر اسی طرح ان مسائل کا قدیم وجدید حسابی طریقوں سے حل پیش کیا گیا ہے اور آخر میں اس آرٹیکل کا خلاصہ بیان کر کے نتائج وتجاویز پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

علم الفرائض کا تعارف

فرائض، فریضۃ کی جمع ہے۔ یہ لغت میں کئی معانی میں استعمال ہوتا ہے، مثلاً؛

1۔ فرض وتقدیر (اندازہ کرنا اور مقدار کے مطابق کرنا) کے معنی میں:

اس کی مثال قرآن کی آیت (فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ)[1] ہے۔ جس کا معنی قدرتم (تم نے مقرر کیا) ہے، چونکہ علم الفرائض میں ورثاء کے حصص مقرر ہوتے ہیں، اس لئے اس علم کو علم الفرائض کہتے ہیں۔

2۔ فرض بمعنی انزال (اتارنا):

مثلاً قرآن کی آیت (اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ)[2] بمعنی انزل۔ وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس علم کا بیان ووضاحت قرآن میں اتارا گیا ہے۔

3۔ فرض بمعنی قطع (حتمی ہونا):

قرآن میں آیا ہے نَصِیْبًا مَّفْرُوْضًا[3] جس کا معنی ہے مقطوعا محدودا۔ وجہ یہ ہے کہ اس میں حصص قطعی ہیں۔

4۔ فرض بمعنی تبیین (بیان کرنا واضح کرنا):

مثلا قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ[4] جس کا معنی ہے۔بین اللہ لکم ۔

5۔ فرض بمعنٰی حلال:

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ[5] جس کا معنٰی ہے احل اللہ لہ۔

6۔ فرض بمعنٰی بغیر عوض کے کچھ دینا:

مثلاً عرب کا یہ محاورہ ہے؛ مااصبت منہ فرضا ولا قرضا۔وجہ تسمیہ یہ ہے کہ میراث میں جو کچھ ملتا ہے وہ بغیر عوض کے ملتا ہے۔[6]

علم الفرائض کی شرعی تعریف:

ھی علم باصول من فقہ وحساب تعرف حق کل من الترکۃ[7]۔

علم الفرائض فقہ وحساب کے چند اصول کا جاننا ہے جس سے ترکہ میں سے ہر ایک کے حق کو جانا جائے۔اس علم کو علم الفرائض اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں ورثاء کے حصے مقرر ہوتے ہیں۔ورثاء تین قسم کے ہوتے ہیں،ذوی الفروض، عصبات اور ذوی الارحام۔ذوی الفروض وہ رشتہ دار ہیں جن کے حصے قرآن مجید میں مذکور ہیں۔

اس فن کے ماہرین نے مختلف مواقع پر بعض پیچیدہ مسائل کو بڑی آسانی سے حل کیا ہے، جن کو مخصوص نوعیت کی بناء پر ان مسائل سے موسوم کیا گیا ہے۔ کہیں پر تو مسئلہ پوچھنے والے، کہیں پر سب سے پہلے جواب دینے والے، کہیں پر مسئلے کی ذاتی نوعیت اور کہیں پر جواب دینے والے ماہر فن کے حالات کی بناء پر اس مخصوص مسئلے کو ملقب وموسوم کیا جاتا ہے۔یہ مسائل تعداد کے لحاظ سے اگرچہ زیادہ ہیں، مگر یہاں پر ان سے چند کا تذکرہ کیا جاتا ہے، جو کہ درج ذیل ہیں۔

1. مسئلہ مامونیہ

علم الفرائض کا مسئلہ جس کے ساتھ خلیفہ مامون نے یحیٰ بن اکثم کا امتحان لیا ،کیونکہ انہوں نے عہدہ قضاء کا مطالبہ کیا تھا۔

پیش کردہ مسئلہ اس طرح تھا:

ابوان و ابنتان ماتت بنت فیھا قبل التقسیم امتحن بھا المامون یحیٰ ابن اکثم[8]

" کسی میت نے اپنے پیچھے ماں باپ اور دو بیٹیاں چھوڑی ہوں لیکن اتفاقاً ایک بیٹی تقسیم ترکہ سے پہلے وفات پاگئی ہو۔" اس کے ترکہ کی تقسیم بقیہ ورثاء میں کس طرح ہوگی؟"

الاختیار لتعلیل المختار میں اس کی تفصیل اس طرح سے بیان ہوئی ہے کہ خلیفہ مامون نے کسی کو قضاء سونپنے کا ارادہ کیا، تو یحیٰ بن اکثم کو پیش کیا گیا جن کو خلیفہ نے حقیر سمجھا اور ان سے فرائض کا ایک مسئلہ بطور امتحان پوچھا کہ میت نے والدین اور دو

بیٹیاں چھوڑے اور پھر ان دو بیٹیوں میں قبل از تقسیم ایک فوت ہوئی تو ان کی حصص کی تقسیم کیسے ہو گی؟ آپ نے خلیفہ سے استفسار کیا کہ جو میت پہلے فوت ہوئی وہ جنس کے اعتبار سے مذکر تھا یا مونث۔ خلیفہ سمجھ گیا کہ آپ سمجھے ہوئے ہیں اور ان کو قضاء کا منصب سونپ دیا۔

تفصیل اس کی اس طرح ہے کہ ان کا یہ پوچھنا کہ پہلا فوت شدہ شخص مذکر تھا یا مونث اس سے انہوں نے یہ معلوم کیا کہ اگر وہ مذکر تھا تو پھر دوسری فوت ہونے والی میت کی ورثاء میں سے اس کی بہن اور باپ کا باپ (جد صحیح) اور باپ کی ماں (جدہ صحیحہ) موجود ہے لہذا سیدنا ابو بکرؓ کے نزدیک دادا کی وجہ سے بہن محروم ہو گی اور دادی کو چھٹا حصہ ملے گا باقی مال دادا کو دیا جائے گا جب کہ سیدنا زید بن ثابتؓ کے نزدیک دادی کو چھٹا حصہ ملے گا اور باقی دادا اور بہن میں اثلاثا (تین حصے کر کے دادا کو ۲ اور بہن کو ایک حصہ) تقسیم ہو گی اور مناسخہ کے اصول کو چلا کر حصے متعین کئے جائیں گے اور اگر پہلی میت مونث تھی تو اب دوسری میت کی ورثاء ماں کی ماں (جدہ صحیحہ) اور ماں کی باپ (جد فاسد) ہیں لہذا مال ان میں اس طرح تقسیم ہو گا کہ دادی اور بہن کو چھٹا حصہ ملے گا اور باقی حصص رد کے اصول کے مطابق دوبارہ ان کو دئے جائیں گے۔[9]

جب میت اول مذکر ہو تو:

سیدنا ابو بکرؓ کے مسلک کے مطابق مسئلے کا حل

مسئلہ:18=3×6 میت اول: زاہد

	ماں(عائشہ)	باپ(علی)	بیٹی(زینب)	بیٹی(رقیہ)
	1/6	1/6+عصبہ	2/3	
	1	1	2	2میت ثانی
	1×3=3 مسئلہ:6وفق:3	1×3=3	2×3=6 مف2	
	دادی(عائشہ)	دادا(علی)	بہن(زینب)	
	1/6	باقی	محروم	
	1	5	×	
	1×1=1	5×1=5	×	
	1	5	×	
الاحیاء	(عائشہ)04=3+1	(علی)08=03+05	(زینب)06=06+00	ٹوٹل:18

جدید طریقے پر سیدنا ابو بکرؓ کے مسلک کے مطابق حل　　　مورث اعلیٰ: زاہد

	ماں(عائشہ)	باپ(علی)	بیٹی(زینب)	بیٹی(رقیہ)
	1/6	1/6+عصبہ	2/3	
	.1667	.1667	.6667/2=.3333	.3333 میت ثانی
	میت ثانی: رقیہ		مف.3333	
	دادی(عائشہ)	دادا(علی)	بہن(زینب)	
	1/6	باقی	محروم	
	.1667	.8333	×	
	.1667×.3333=.05556	.8333×.3333=.2777	×	
الاحیاء	(عائشہ) .0555+.1667 = .2222	(علی) .2777+.1667=.4444	(زینب).3333	ٹوٹل:1
زندہ ورثاء کی فی صد حصہ	22.22%	44.44%	33.33%	ٹوٹل:100%

جب میت اول مذکر ہو تو:

سیدنا زید بن ثابتؓ کے مسلک کے مطابق حل

مسئلہ: 6×9=54 میت اول: زاہد

ماں(عائشہ)	باپ(علی)	بیٹی(زینب)	بیٹی(رقیہ)
1/6	1/6+عصبہ	2/3	
1	1	2	2میت ثانی
1×9=9 مسئلہ:18=6×3وفق9	1×9=9	2×9=18 مف2	
دادی(عائشہ)	دادا(علی) بھائی متصور ہوگا	بہن(زینب)	
1/6	باقی		
1	5		
1×3=3	5×3=15		
3	10	5	
1×3=3	1×10=10	1×5=5	
الاحیاء	(عائشہ)9+3=12	(علی)9+10=19	(زینب)18+5=13

جدید طریقے پر حل

میت اول: زاہد

ماں(عائشہ)	باپ(علی)	بیٹی(زینب)	بیٹی(رقیہ)
1/6	1/6+عصبہ	2/3	
.1667	.1667	.6667/2=.3333	.3333.میت ثانی
میت ثانی: رقیہ		مافی الید3333.	
دادی(عائشہ)	دادا(علی)بھائی متصور ہوگا	بہن(زینب)	
1/6	باقی	باقی	
.1667	.8333/3=.2777×2=.5555	.2777	
.1667×.3333=.0555	.5555×.3333=.1851	.2777×.3333=.0925	
الاحیاء (عائشہ) .1667+.0555=.2222	(علی) .1667+.1851=.3518	(زینب) .3333+.0925=.4258	ٹوٹل:1=.9998

جب میت اول مونث ہو تو:

سیدنا زید بن ثابتؓ اور سیدنا ابو بکرؓ دونوں حضرات کے مسلک کے مطابق مسئلہ یکساں ہے کیونکہ جد نہیں پایا جاتا جب کہ ان حضرات کے مابین اختلاف تب ہے جب دادا کے ساتھ بھائی بہن آجائے۔

میت اول: کلثوم مسئلہ:6×2= 12

ماں(عائشہ)	باپ(علی)	بیٹی(زینب)	بیٹی(رقیہ)
1/6	1/6+عصبہ	2/3	
1	1	2	2میت ثانی
1×2=2 مسئلہ:6رد4وفق:2	1×2=2	2×2=4 مافی الید:2	
نانی(عائشہ)جدہ صحیحہ	نانا(علی)جد فاسد	بہن(زینب)	
1/6	محروم	½	
1	×	3	
1×1=1	×	1×3=3	
الاحیاء (عائشہ) 2+1=3	(علی) 2+0=2	(زینب) 4+3=7	ٹوٹل:12

جدید طریقے سے حل

میت اول: کلثوم

ماں(عائشہ)	باپ(علی)	بیٹی(زینب)	بیٹی(رقیہ)
1/6	1/6+عصبہ	2/3	
.1667	.1667	.6667/2=.3333	.3333 میت ثانی
میت ثانی: رقیہ		مافی الید: .3333	
نانی(عائشہ)جدہ صحیحہ	نانا(علی)جد فاسد	بہن(زینب)	
1/6	محروم	½	
.1667	×	.5	مجموعہ حصص: .6667
.1667/.6667=.25×.3333=.0833	×	.5/.6667=.75×.3333=.2499	

الاحیاء	(عائشہ) .1667+.0833=.2497	(علی) .1667+0=.1667	(زینب) .3333+.2499=.5832	ٹوٹل: 1

2 مسئلہ اکدریہ

اکدریہ میراث کے ایک مشہور مسئلے کا نام ہے۔

والاكدريه مسئلة فى الفرائض، وهى زوج وام وجدو اخت لاب وام[10]

کدر یکدر کدرا کا معنی غیر شفاف، گدلا ہونے کے ہے جو صاف ہونے کا متضاد ہے۔

الكدر نقيض الصفاء جیسا کہ اس قول میں ہے۔ خذ ما صفا ودع ما كدر۔

رنگ میں تبدیلی کے لئے کدرۃ اور زندگی اور پانی میں تغیر کے لئے کدورۃ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

والكدرة فى اللون والكدورة فى العيش والماء [11]

وجہ تسمیہ

علم الفرائض کے اس مسئلے کو اکدریہ نام دینے کی کئی وجوہات بیان کی گئی ہیں۔

أ. ابن حبیب کے نزدیک اس کا نام اکدریہ اس لئے رکھا گیا کہ عبدالملک بن مروان نے مذکورہ

مسئلہ علم الفرائض کے کسی ماہر عالم پر حل کرنے کے واسطے پیش کیا جس کے حل میں ان سے غلطی صادر ہوئی اس شخص کا نام اکدر تھا اس لئے یہ مسئلہ ان کے نام سے منسوب ہو کر مشہور ہوا۔

قَالَ ابْنُ حَبِيبٍ وَسُمِّيَتْ أَكْدَرِيَّةً لِأَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ أَلْقَاهَا عَلَى رَجُلٍ يُحْسِنُ الْفَرَائِضَ يُسَمَّى أَكْدَرَ فَأَخْطَأَ فِيهَا فَنُسِبَتْ إِلَيْهِ [12]

ب. شرح مختصر خلیل کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ چونکہ اس مسئلے میں میت قبیلہ بنو اکدر سے تعلق رکھتا تھا اس لئے میت کے نام سے مسئلے کا نام اکدریہ رکھا گیا:

وَقِيلَ إِنَّمَا سُمِّيَتْ أَكْدَرِيَّةً؛ لِأَنَّ الْمَيِّتَةَ فِيهَا مِنْ بَنِي أَكْدَرَ

ت. ایک وجہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس مسئلہ میں صحابہؓ کے کثرت اقوال کے ساتھ اختلاف اور مسئلہ کے مشتبہ رہنے کی وجہ سے یہ نام رکھا گیا ہے:

وقيل لكثرة اقوال الصحابة فيها و تكدرها[13]

ث. یہ مسئلہ زید بن ثابتؓ صحابی جو علم الفرائض کے سب سے بڑے ماہر تھے، پر مشتبہ ہوا اس لئے اس کا نام اکدریہ رکھا گیا۔ایک قول یہ ہے کہ اس مسئلہ میں عول کی وجہ سے ذوی الفروض کے حصص کو نقصان پہنچا۔

اس مسئلے کا دوسرا نام مسئلہ غراء ہے۔جس کی وجہ تسمیہ دو طرح سے بیان کی جاتی ہے۔

غر کا معنی واضح اور صاف ہے اور" اغر "اس گھوڑے کو کہتے ہیں جس کی پیشانی میں سفیدی ہو جو نمایاں نظر آتا ہے۔ حدیث میں اسباغ الوضوء کو" غرہ" پیشانی کے نور کی زیادۃ کا سبب قرار دیا گیا ہے۔

عن نعيم المجمر، قال: رقيت مع أبي هريرة على ظهر المسجد، فتوضأ، فقال: إني سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول «إن أمتي يدعون يوم القيامة غرا محجلين من آثار الوضوء، فمن استطاع منكم أن يطيل غرته فليفعل»[14]

"نعیم المجمر سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کے چھت پر چڑھ گیا تو انہوں نے وضوء کیا اور فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت کے لوگ قیامت کے دن وضوء کی آثار کی وجہ سے روشن پیشانی کے ساتھ بلائے جائیں گے اس لئے تم میں سے جو کوئی اپنی سفیدہ پیشانی کو بڑھانا چاہے تو کرلے۔"

(غرا) غرا جمع أغر أي ذو غرة واصل الغرة لمعة بيضاء تكون في جبهة الفرس ثم استعملت في الشهرة وطيب الذكر)

غراء غرور سے ہے جس کا معنی نقصان ہے ۔ غراء کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس مسئلہ کے علاوہ دادا

کے مسائل میں کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہے جس میں بہن کو حصہ دیا جاتا ہو۔

مذکورہ مسئلہ کو غراء اس کے مشہور و معروف ہونے کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔

وَسَمَّاهَا مَالِكٌ بِالْغَرَّاءِ لِشُهْرَتِهَا[15]

اس لیے کہ دادا کو بہن کے حصہ سے نقصان پہنچایا۔

أَوْ لِغُرُورِ الْأُخْتِ فِيهَا بِفَرْضِ النِّصْفِ، وَلَمْ تَأْخُذْ إِلَّا بَعْضَهُ وَاحْتَرَزَ بِقَوْلِهِ أُخْتٌ عَمَّا لَوْ كَانَ مَعَهُ أُخْتَانِ أَوْ أَكْثَرُ لِغَيْرِ أُمٍّ، فَإِنَّهُ يَأْخُذُ السُّدُسَ، وَلَهُمَا أَوْ لَهُنَّ السُّدُسُ[16]

"اس لئے کہ بہن کے نصف حصہ میں اس کو یقیناً نہیں ملا کیونکہ اس حالت میں وہ پورا نصف حصہ نہیں لیتی بلکہ اس کا کچھ حصہ لیتی ہے۔اخت کے ساتھ اس مسئلے سے احتراز کیا گیا کہ اگر اس کے بجائے دادا کے ساتھ دو یا زیادہ علاتی یا اعیانی بہنیں ہوں تو اس صورت میں دادا کو سدس اور ان دو یا زیادہ بہنوں کو بھی چھٹا حصہ ملے گا۔"

مسئلہ اکدریہ کی صورت:

میت نے شوہر، ماں، دادا اور حقیقی بہن چھوڑے ہو

ترکت زوجها وجدها وامهاوالام حامل[17]

سیدنا ابو بکرؓ کے نزدیک دادا کی موجودگی میں بھائی بہن محروم ہوتے ہیں اور یہی مسلک سیدنا عبداللہ بن عباسؓ، سیدنا عبداللہ بن زبیرؓ، سیدنا عبداللہ بن عمرؓ، سیدنا حذیفہ بن الیمانؓ، سیدنا ابو سعید خدریؓ، سیدنا ابی بن کعبؓ، سیدنا معاذ بن جبلؓ، سیدنا ابو موسی اشعریؓ، سیدۃ عائشہؓ، امام ابو حنیفہؒ، شریحؒ، عطاءؒ، عروہ ابن زبیرؒ، عمر بن عبدالعزیزؒ، حسن بصری اور ابن سیرین کے ہیں جبکہ سیدنا علیؓ، سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ اور سیدنا زید بن ثابتؓ حقیقی اور علاتی بہنوں اور بھائیوں کو دادا کے ساتھ مستحق ٹھہراتے ہیں۔ احناف میں یہی مسلک صاحبین اور امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے ہیں۔

زید بن ثابتؓ دادا کے حصے کی تقسیم کی طریق میں دیگر صحابہ سے مختلف ہے۔مسئلہ اکدریہ میں زید بن ثابتؓ کے نزدیک دادا کے ساتھ حقیقی اور علاتی بھائی بہنوں کے علاوہ کوئی صاحب فرض نہ ہو تو دادا کو کل مال کے ثلث اور مقاسمہ میں سے جو نفع ہو وہ دیا جائے گا اس کو افضل الامرین کہتے ہے۔مقاسمہ کی تفسیر یہ ہے کہ دادا کو بھائی بہنوں کے ساتھ ایک بھائی فرض کیا جائے گا پھر مال کو ان میں للذکر مثل حظ الانثیین کے طریق سے تقسیم کیا جائے گا علاتی بھائی بہنوں کو دادا کا حصہ کم کرنے کے لئے تقسیم میں شریک کیا جائے گا پھر جب دادا کو ثلث ملے گا تو ان کو بغیر حصہ دیئے نکالا جائے گا کیونکہ حقیقی بھائیوں کی موجودگی میں علاتی محروم ہوتے ہیں البتہ دادا کی موجودگی میں محروم نہیں ہوتے ہیں لہذا دادا کو ایک بھائی

کے برابر حصہ ملنے کو مقاسمہ کہتے ہے۔اسی طرح اگر مقاسمہ کے بجائے ثلث ملنے میں زیادہ نفع ہو تو دادا کو ثلث دیا جائے گا اور باقی مال حقیقی بھائیوں میں للذکر مثل حظ الانثیین کے مطابق تقسیم ہوگا اور علاتی محروم ہونگی البتہ اگر ایک حقیقی بہن ہو تو اپنا آدھا حصہ لینے کے بعد اگر کچھ رہ جائے تو علاتی بھائی بہنوں کو ملے گا اور اگر کچھ نہیں رہا تو ان کو نہیں ملے گا اگر رشتہ داروں میں سے دادا اور حقیقی بھائی بہنوں کے ساتھ کوئی صاحب فرض بھی ہو تو پھر دادا کو مقاسمہ، ثلث، اور سدس جمیع المال میں سے جو بہتر ہو وہ دیا جائے گا[18]

مثال جب دادا کے حق میں مقاسمۃ الجد ثلث کل سے بہتر ہو

مسئلہ 6 ثلث دینے میں دادا کو 2/6 حصہ ملتا ہے

دادا	حقیقی بہن	2علاتی بہنیں
ثلث1/3	نصف1/2	باقی
2	3	1
2/6×100=33.33%	3/6×100=50%	1/6×100=16.67%

جدید طریقے پر حل

دادا	حقیقی بہن	2علاتی بہنیں
ثلث1/3	نصف1/2	باقی
.3333	.5	1-(.5+.3333)=.1667
33.33%	50%	16.67%

مقاسمہ کی صورت میں دادا کو 2/5 ملتا ہے جو ثلث مال 2/6 سے بہتر ہے

دادا	حقیقی بہن	2علاتی بہنیں
مقاسمہ (بھائی)	نصف1/2	باقی
2=33.33%	3=50%	1=16.66%

جدید طریقہ پر حل

دادا	حقیقی بہن	2علاتی بہنیں
مقاسمہ (بھائی)2/5 .4	نصف1/2 2.5	باقی5/5. .1
2=40%	3=50%	1=10%

مقاسمہ کی مثال

دادا	حقیقی بہن	علاتی بہن
مقاسمہ (بھائی)2/4 .5	نصف1/2 .5	محروم
50%	50%	

ثلث کل کی مثال

دادا	دو حقیقی بہنیں	دو علاتی بہنیں
ثلث	ثلثان	محروم
.3333	.6667	
33.33%	66.67%	

مقاسمہ کی مثال

مسئلہ 6عول9×3 =27

شوہر	ماں	دادا	حقیقی بہن
½	1/3	1/6	½
3	2	1	3
3×3=9	2×3=6	1×3=3	3×3=9
9	6	9+3=12/3=4×2=8 چونکہ بہن کا حصہ دادا کے حصے سے بڑھ گیا اس لئے دونوں کا حصہ ملایا جو کہ 12 بنتا ہے پھر اس کو 3 سے تقسیم کیا تو 4 آیا یہی بہن کا حصہ ہے اور اس کا دگنا 8 دادا کا حصہ بنتا ہے۔	

جدید طریقہ پر حل

شوہر	ماں	دادا	حقیقی ہن
½	1/3	1/6	½
.5	.3333	.1667	.5
.5/1.5=.3333 =33%	.3333/1.5=.2222=22 %	.1667/1.5=.1113=11.13 %	.5/1.5=.3 333=33%
33%	22%	11.13+33=44.13/3=14.71×2=29.42	
33%	22%	29.42	14.71

جدید طریقہ پر حل

مقاسمہ کی مثال

شوہر	دادا	بھائی
½	عصبہ	عصبہ
.5	.25	.25
50%	25%	25%

دادی	دادا	بھائی	بھائی	بہن
1/6	ثلث مابقی	عصبہ	عصبہ	عصبہ
.1667	1-.1667=.8333/3=.2778	باقی .8333-.2778=.5555/5=.1111		
		.1111×2=.2222	.2222	.1111
16.67%	27.78%	22.22%	22.22%	11.11%

ثلث مابقی کی مثال

جب دادا، حقیقی اور علاتی بھائی بہنوں کے ساتھ کوئی صاحب فرض موجود ہو مثال جس میں دادا کے لئے سارے مال کا سدس ثلث مابقی اور مقاسمت سے بہتر ہو

دادا	دادی	بیٹی	چار بھائی
1/6	1/6	1/2	عصبہ
.1667	.1667	.5	بقایا(1-.5+.1667+.1667=.1666)
16.67%	16.67%	50%	16.66%

3 مسئلہ منبریہ /مسئلہ سبعیہ /بخیلیہ

صورت مسئلہ: متوفی نے بیوی ، دو بیٹیاں اور ماں باپ چھوڑے۔

وجہ تسمیہ :سیدنا علیؓ کوفہ کی مسجد میں جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ کسی عورت نے آکر مذکورہ بالا

مسئلے کا حل پوچھا سیدنا علیؓ نے بغیر کسی فکر کے بداہتہ اس کا حل بتایا۔

سائل نے پوچھا کہ کیا بیوی کا حصہ آٹھواں مقرر/متعین نہیں ہے؟آپؓ نے جواب دیا:" صار ثمنها تسعا "اس کا آٹھواں حصہ عول کرکے نواں بن گیا اور خطبہ جاری رکھا لوگ آپؓ کی ذہانت سے تعجب کر گئے ۔ چونکہ یہ مسئلہ منبر پر آپؓ سے پوچھا گیااور منبر پر ہی آپؓ نے فی الفور جواب دیااس لئے مسئلہ منبریہ کہلاتا ہے اور اس میں بیوی کا آٹھواں حصہ پھیل کر نواں بن جاتا ہے اس عول کی وجہ سے سبعیہ کہلاتا ہے۔

وهي المنبرية وتسمى السبعية[19]

مسئلہ:24/ عول27

بیوی	دو بیٹیاں	ماں	باپ
1/8	2/3	1/6	1/6+عصبہ
3	16	4	4

اس مسئلہ کو بخیلۃ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں عول کم ہوتا ہے۔

وتسمى البخيلة لقلة عولها، والمنبرية لقول علي رضي الله عنه على المنبر: صار ثمنها تسعا[20]

جدید طریقے سے حل

بیوی	دو بیٹیاں	ماں	باپ	
1/8	2/3	1/6	1/6+عصبہ	
.125	.6667	.1667	.1667	مجموعہ: .125+.6667+.1667+.1667=1.126
.125/1.126 =.1111	.6667/1.126=.5925	.1667/1.126=.1482	.1667/1.126=.1482	
11.11%	59.25%	14.82%	14.82%	

4 مسئلہ ام الارامل /ام الفروج / مسئلہ دیناریۃ صغریٰ

کسی مسئلہ میں تین بیویاں، دو دادیاں، چار اخیافی بہنیں، آٹھ حقیقی بہنیں ہو اس کو ام الارامل کہتے ہیں کیونکہ تمام ورثاء عورتیں ہیں۔ جب کہ کل ترکہ 17 دینار ہو ہر ایک کو ایک دینار ملے۔

كثلاث زوجات وجدتين وأربع أخوات لأم وثمان أخوات لأبوين، وهي أم الأرامل؛ لأن الورثة نساء، فإن كانت التركة سبعة عشر دينارا فلكل امرأة دينار، ويعايا بها.

اس مسئلے کو ام الارامل اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں ورثاء تمام کے تمام عورتیں ہیں کوئی مذکر اس میں نہیں پایا جاتا ہے۔

تسمى ام الارامل لان ليس فيها ذكرا و هى من المعاياة[21]

مذکورہ مسئلے کو ام الفروج، اور مسئلہ دیناریہ صغری اور سبعہ عشریہ بھی کہا جاتا ہے۔

وَمِنْ أَمْثِلَتِهَا أُمُّ الْأَرَامِلِ وَتُسَمَّى أَيْضًا بِأُمِّ الْفُرُوجِ بِالْجِيمِ وَبِالدِّينَارِيَّةِ الصُّغْرَى وَهِيَ ثَلَاثُ زَوْجَاتٍ وَجَدَّتَانِ، وَأَرْبَعُ أَخَوَاتٍ لِأُمٍّ وَثَمَانِ أَخَوَاتٍ لِأَبٍ وَالتَّرِكَةُ سَبْعَةَ عَشَرَ دِينَارًا لِكُلِّ وَاحِدَةٍ دِينَارٌ [22]

نہایۃ الزین میں لکھا ہے۔

وَذَلِكَ كَمَسْأَلَة أم الأرامل وَهِي جدتان وَثَلَاث زَوْجَات وثمان أَخَوَات لغير أم وَأَرْبع أَخَوَات لأم ولقبت هَذِه الْمَسْأَلَة بذلك لِكَثْرَة مَا فِيهَا من الأرامل وَقيل لِأَن الْوَرَثَة كُلهنَّ أناث وَيُقَال لَهَا أم الْفروج بِالْجِيمِ لأنوثة الْجَمِيع وتلقب أَيْضا بالدينارية الصُّغْرَى وبالسبعة عشريَّة لِأَنَّهُ يعايا بهَا[23]

مسئلہ 12 عول 17

تین بیویاں	دو دادیاں	چار اخیافی بہنیں	آٹھ علاتی بہنیں
¼	1/6	1/3	2/3
3	2	4	8
17.64%	11.76%	23.52%	47.1%

3 بیویوں کا حصہ: 3، ایک بیوی کا حصہ: 1

دو دادیوں کا حصہ: 2، ایک دادی کا حصہ: 1

چار اخیافی بہنوں کا حصہ: 4، ایک اخیافی بہن کا حصہ: 1

آٹھ علاتی بہنوں کا حصہ: 8، ایک علاتی بہن کا حصہ: 1

جدید طریقہ پر حل

تین بیویاں	دو دادیاں	چار اخیافی بہنیں	آٹھ علاتی بہنیں
¼	1/6	1/3	2/3
.25	.1666	.3333	.6666
.25/1.4165=.1765	.1666/1.4165=.1177	.3333/1.4165=.2352	.6666/1.4165=.4706
3	2	4	8

ام الفروخ/شریحیہ

جب میت کے ورثاء شوہر، ماں اور چھ مختلف قسم کے بہنیں ہوں تو اس کا عول دس آئے گا اور اس کثرت عول کی وجہ سے اس مسئلہ کو ام الفروخ کہا جاتا ہے یعنی اصل مسئلہ (چھ) کو ماں اور اور چار عدد کا اضافہ (عول) کو مرغی کے بچوں کی مانند قرار دیا گیا اس مسئلہ کو شریحیہ بھی کہتے ہیں کیونکہ قاضی شریح نے اس کے بارے میں سب سے پہلے فیصلہ کیا تھا

زوج وأم وثلاث أخوات متفرقات، عالت إلى تسعة، وتسمى: مسألة الغراء. فإن كانت الأخوات ستاً، عالت إلى عشرة، وسميت: أم الفروخ، لكثرة عولها، لأنها عالت بثلثيها، فشبهوا أصلها بالأم، والعول بالفروخ[24].

صاحب شرح الکبیر رقمطراز ہے:

زوج وأم وأختان لأم وأختان لأبوين نصف وثلث وسدس وثلثان، أصلها من ستة وتعول إلى عشرة، وتسمى أم الفروخ لأنها أكثر المسائل عولا فشبهت الأربعة الزوائد بالفروخ، وتسمى أيضا الشريحية ; لأن شريحا أول من قضى فيها

مسئلہ 6 عول 10

شوہر	ماں	دواخیافی بہنیں	دو حقیقی بہنیں
½	1/6	1/3	2/3
3	1	2	4

جدید ریاضی اصول کے مطابق حل

شوہر	ماں	دواخیافی بہنیں	دو حقیقی بہنیں	
½	1/6	1/3	2/3	

.5	.1667	.3333	.6667	مجموعہ حصص .5+.3333+.1667+.6667=1.6667
.5/1.6667=.2999	.1667/1.6667=.1	.3333/1.6667=.1999	.6667/1.6667=.4	

5 مسئلہ دیناریۃ/ رکابیہ/داوودیہ

دیناریۃ علم الفرائض کا وہ مسئلہ ہے جب کل ترکہ 600 دینار ہو اور اس میں سے ایک عورت (میت کی بہن) کو صرف ایک ہی دینار ملتی ہے۔۔اور اسی مسئلہ سے سیدنا علیؓ کی علم الفرائض میں فراست اور عمیق فہم کا اندازہ ہوتا ہے۔ کیونکہ سیدنا علیؓ کے سامنے کسی عورت نے شکایت کی کہ میرا بھائی فوت ہو چکا ہے اور مجھے اس کے ترکہ 600 دینار میں سے صرف ایک دینار دیا گیا تو سیدنا علیؓ نے اس عورت کے قول سے ورثاء کی تعداد اور انواع متعین کئے اور بتایا کہ شاید آپ کے بھائی نے اس طرح کے ورثاء چھوڑے ہیں جس کی اس عورت نے تصدیق کی سیدنا علیؓ نے انہیں فرمایا کہ آپ کا یہی ایک دینار حق بنتا ہے۔

قِيلَ جَاءَتْ الْأُخْتُ إِلَى عَلِيٍّ – رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ – وَقَالَتْ لَهُ مَاتَ أَخِي عَنْ سِتِّمِائَةِ دِينَارٍ فَلَمْ أُعْطَ مِنْهَا إلَّا دِينَارًا وَاحِدًا فَقَالَ لَهَا لَعَلَّ أَخَاكَ تَرَكَ زَوْجَةً وَبِنْتَيْنِ وَأُمًّا وَاثْنَيْ عَشَرَ أَخًا، وَأَنْتِ فَقَالَتْ نَعَمْ فَقَالَ مَعَكِ حَقُّكِ الَّذِي يَخُصُّكِ[25]

اس کو مسئلہ داوودیہ بھی کہتے ہے کیونکہ داوود طائی سے اس مسئلہ کا حل طلب کیا گیا تو انہوں نے اسی طرح تقسیم کی پھر امام ابو حنیفہ کو وہ بہن آکر کہنے لگی کہ میرا بھائی فوت ہو کر 600 دینار ترکہ چھوڑ گئے اور اس میں مجھے صرف ایک دینار دیا گیا امام صاحب نے پوچھا کہ کس نے ترکہ تقسیم کیا اس نے جواب دیا کہ آپ کے شاگرد داوود طائی نے تقسیم کیا امام صاحب فوراً سمجھ گئے اور ذہن میں ورثاء کی تعداد اور نوعیت متعین کر کے میت کے بہن سے ایک ایک کر کے پوچھنے لگے جب اس نے تمام کی تصدیق کی تو امام صاحب نے فرمایا اسی صورت میں آپ کا حق ایک ہی دینار بنتا ہے۔

زوجة وجدة وبنتان واثنا عشر أخا وأخت واحدة لأب وأم، والتركة ستمائة دينار، للجدة السدس مائة دينار، وللبنتين الثلثان أربعمائة دينار، وللزوجة الثمن خمسة وسبعون دينارا، يبقى خمسة وعشرون دينارا لكل أخ ديناران وللأخت دينار، ولذلك سميت الدينارية، وتسمى الداودية لأن داود الطائي سئل عنها فقسمها هكذا، فجاءت الأخت إلى أبي حنيفة فقالت: إن أخي مات وترك ستمائة دينار فما أعطيت إلا دينارا واحدا، فقال: من قسم التركة؟ قالت: تلميذك داود الطائي، فقال: هو لا يظلم، هل ترك أخوك جدة؟ قالت: نعم، قال: هل ترك بنتين؟ قالت: نعم، قال: هل ترك زوجة؟ قالت: نعم، قال: هل معك اثنا عشر أخا؟ قالت: نعم، قال: إذن حقك دينار. وهذه المسألة من المعاياة، فيقال: رجل خلف ستمائة دينار وسبعة عشر وارثا ذكورا وإناثا فأصاب أحدهم دينار واحد[26]

صورت یوں ہے کہ میت نے مذکر و مونث ورثاء چھوڑے ہیں جن میں بیوی، دادی، دو بیٹیاں، بارہ بھائی اور ایک بہن شامل ہیں جبکہ کل ترکہ 600 دینار ہو۔

مات وترک ذکوراً وإثاث وستمائةدینار اصاب أحدورثته دینار وهیَ زوجةوجدة وبنتان واثنا عشر أخاً واخت واحدة نصیب الاخت دینارً

اس واقعہ کا شان ورود یوں ہے:

ووقعت فی زمن علی فجاءت الاخت فشکت عامله له وَ قالت ترک اخی ستماءة دینار فلم یعطنی الادینار فقال لها لعل اخاک ترک ورثة هم کذا فقال نعم فقال ذالک حقک [27]

حل

مسئلہ 600=24×25

بیوی	دادی	2بیٹیاں	12بھائی	1بہن
1/8	1/6	2/3	للذکر مثل حظ الانثیین	للذکر مثل حظ الانثیین
3	4	16	1	
25×3=75	25×4=100	25×16=400	25×1=25	
75	100	400	24	1
12.5%	16.7%	66.7%	4%	.1667%

جدید حسابی اصول کے مطابق حل

بیوی	دادی	2بیٹیاں	12بھائی	1بہن
1/8	1/6	2/3	للذکر مثل حظ الانثیین	للذکر مثل حظ الانثیین
.125	.1667	.6667	1-.9584=.0416	
.125×600=75	.1667×600=100	×600=400 .6667	.0416×600=24.96	
75	100	400	24	1

600 دینار میں بہن کا حصہ: 1 دینار

6 عمری مسائل/عراون

وہ دو مسائل جن میں اگر میت مذکر ہے تو اس کی بیوی اور والدین اور اگر مؤنث ہے تو اس

کا شوہر اور والدین رہ جائے ۔ ان دونوں صورتوں میں والدہ کو ثلث ما بقی بعد فرض احد الزوجین ملتا ہے ، یعنی اگر میت مذکر ہے تو بیوی کا حصہ چوتھائی کل مال سے نکال کر باقی ماندہ کا ثلث ماں کو ملے گا اور اگر میت مؤنث ہے تو شوہر کا حصّہ آدھا کل مال سے مِنہا کر کے باقی مال کا تہائی حصہ ماں کو ملے گا ۔ان مسائل کو عمری مسائل اس لئے کہتے ہیں کہ اس کا فیصلہ سب سے پہلے سیدنا عمرؓ نے کیا تھا۔

وَمِنْهَا: الْعُمَرِيَّتَانِ، وَهُمَا: زَوْجٌ، وَأَبَوَانِ، أَوْ زَوْجَةٌ، وَأَبَوَانِ، لِأَنَّ أَوَّلَ مَنْ قَضَى فِيهَا عُمَرُ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

اور غراوان اس لئے کہتے ہے کہ ماں کو اس کا حصہ ثلث حقیقت میں نہیں ملتا بلکہ لفظا ملتا ہے اور اس کا حصہ حقیقت میں ثلث سے کم دیا جاتا ہے۔

وَ إن لم يترک المتوفى وَلدًا أو ولَدَ ابن وَلا إثنين من الاخوة فإن للام الثلث كاملاً إلا فى فريضتين فقط يقال لهما الغراوان لان الام غرَّ باعطائها الثلث لفظاً لا حقيقة[28]

یا غرا بمعنی بیضاء ہے یعنی اس مسئلہ کے زیادہ مشہور اور واضح ہونے کی وجہ سے غراوان کہلانے لگا۔

يقال لهما الغراوان[29]

ماں کا حصہ ثلث

مسئلہ:2 تصحیح:6

شوہر	باپ	ماں
½	عصبہ (ثلثی الباقی) باقی دو تہائی	ثلث ما بقی بعد فرض الزوج
3	2	باقی:3 اس کا ثلث:1
3/6	2/6	1/6
50%	33.3%	16.7%

جدید طریقہ سے حل

شوہر	باپ	ماں
½	عصبہ (ثلثی الباقی)	ثلث ما بقی بعد فرض الزوج
.5	1-(.1667+.5)=.3333	1-.5=.5/3=.1667
.5	.3333	.1667
50%	33.3%	16.7%

مسئلہ:4

بیوی	باپ	ماں
¼	عصبہ (ثلثی الباقی)	ثلث مابقی بعد فرض الزوجۃ
1	2	باقی: 3اس کا ثلث: 1
1/4×100=25%	2/4×100=50%	1/4×100=25%
25%	50%	25%

جدید طریقے پر حل

بیوی	باپ	ماں
¼	عصبہ (ثلثی الباقی)	ثلث مابقی بعد فرض الزوجۃ
.25	1-(.25+.25)=.50	1-.25=.75/3=.25
.25	.50	.25
25%	50%	25%

خلاصہ بحث:

علم الفرائض کے جزئیات اور حل مسائل ہمیشہ سے صحابہ کرام اور ان کے بعد کے خیر القرون میں ایک اہم علم کی حیثیت سے متداول رہا، کیونکہ ان شخصیات نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے سیکھنے اور سکھانے کی جو ترغیب سنی تھی اس کا موجب یہی تھا۔ بعض حضرات نے تو اس مشکل علم میں کمال دسترس حاصل کیا یہاں تک کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فی البدیہ پیچیدہ نوعیت کے مسائل حل کرتے رہے۔ عورتیں بھی اس علم سے واقف تھی اور مسئلہ منبریہ میں ایک عورت ہی نے خطبہ جمعہ کے نہایت اہم وقت میں میراث کے مسئلے کا حل پوچھا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کسی پس و پیش کے بغیر اس کا حل بتایا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ مذکورہ مسئلہ اس خاتون کے دماغ میں کب سے کھٹکتا رہا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جس طرح دیگر ضروری مسائل میں مشاورت کے بعد اجماع منعقد کرتے رہے اسی طرح انہوں نے علم الفرائض کے بارے میں کیا چنانچہ دو اجتہادی مسائل ان کے نام گرامی کا سابقہ لے کر مشہور ہوئے۔ سیدنا عمر رضی اللہ لوگوں کو باہم گفتگو کے لئے علم الفرائض کے مسائل کو عنوان کے طور پر رکھنے کی ہدایت فرماتے۔ حجاج بھی اس علم کے اتنے دلدادہ تھے کہ انہوں نے امام شعبیؒ کی جان بخشی صرف اس وجہ سے کی کہ اس نے ایک پیچیدہ میراث کے مسئلے کا حل پیش کیا۔ مزید یہ کہ چیف جسٹس بنانے کے لئے بھی اگر امتحان کا انعقاد ہوتا تو علم الفرائض ہی نصاب ہوتا۔ بعد کے زمانے میں لوگوں نے اس علم کو چھوڑا اس لئے اتنے اہم واقعات پس منظر میں چلے گئے۔ اس علمی تحقیق سے ان واقعات اور ان کی تفصیلات اور حل کی طرف راہنمائی ہوگی۔

نتائج و تجاویز:

علم الفرائض کے تعلیم و تعلم کی ترغیب رسول اللہ ﷺ سے وارد ہوئی ہے صحابہ و تابعین نے اس کا امتثال کر کے ہمہ تن یکسو ہو کر اس علم کی خدمت کی ان حضرات کی شغف کی وجہ سے کچھ مسائل انتہائی شہرت کے حامل بنے رسول اللہ ﷺ نے اس علم کے ناپید ہونے کی تخویف دلائی ہے لہٰذا اس کے مختلف ناحیوں کو زندہ کرنا اس علم کی احیاء کے لئے لازم ہے چنانچہ تجویز ہے کہ اہل علم ان موضوعات کو زیر تحقیق لا کر اپنا حصہ ڈالے۔ قدیم پیچیدہ اور مشکل طرق حل کے بعد اس کا جدید اور آسان طرق حل کو تقابلا پیش کیا ہے تا کہ اس کی طرف اذہان کی تنفر و توحش کو انس و دلچسپی میں تبدیل کیا جائے۔ اور سفارش یہ ہے کہ اس جدید آسان حل ہی کو مدارس و جامعات میں ترویج دیا جائے تا کہ اس علم کے ساتھ لوگوں کی وابستگی بڑھ جائے۔ اس تحقیق میں ملقب مسائل کی چند واقعات زیر بحث لائے گئے ہیں۔ علوم اسلامیہ کے طلباء اس طرح کے مزید مسائل اور ان کے پس منظر کو تلاش کر کے ان پر تحقیق کر سکتے ہیں۔

حواشی و حوالہ جات

1 سورۃ البقرۃ 2:237

2 سورۃ القصص: 85

3 سورۃ النساء: 7

4 سورۃ التحریم: 2

5 سورۃ الاحزاب: 38

6 سراج الدین، محمد بن عبد الرشید، حاشیہ سراجی، رقم الحاشیہ: 5، ص 2، مکتبہ العلم۔ بیروت، س۔ن

7 علامہ شامی، ابن عابدین، رد المختار: 10/489، مکتبہ دار الجیل۔ بیروت، س۔ن

8 البہوتی، منصور بن یونس، کشاف القناع عن متن الاقناع (بدون طبع و بدون تاریخ) 4: 415

9 الموصلی، عبد اللہ بن محمود، الاختیار لتعلیل المختار (بیروت: دار الکتب العلمیہ۔ بیروت، 1426ھ/2005ء) 5: 129- 130

10 الجوہری، اسماعیل بن حماد، الصحاح تاج اللغۃ وتاج العربیہ (بیروت: دار العلم، 1407ھ/1987ء) 1: 276

11 الفراہیدی، خلیل بن احمد، کتاب العین (قاہرہ: دار و مکتبۃ الہلال، بدون تاریخ) 5: 325

12 الخرشی، محمد بن محمد، شرح مختصر خلیل (بیروت: دار الجیل (س۔ن)) 8: 204

13 نفس مصدر، اصحاب الفروض، 24: 327

14 البخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری (بیروت: دار طوق النجاۃ، 1422ھ) حدیث (136)

15 شرح مختصر خلیل 8: 204

16 نفس مصدر

17 جرجانی، سید شریف علی، شریفیہ شرح سراجیہ (عرب: مکتبہ حاجی عبدالقیوم مزار شریف بندریو، بدون تاریخ) ص: 82- 83

18 نفس مصدر

19 ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، البحر الرائق شرح کنزالد قائق (لاہور: اردو کتب خانہ (س-ن)) 8: 586

20 شمس الدین، محمد بن مفلح، الفروع و تصحیح الفروع (بیروت: موسسۃ الرسالۃ، 1424ھ/2003ء) 8: 25

21 الاختیار لتعلیل المختار 5: 9

22 الدردیر، احمد بن محمد، الشرح الکبیر (بدون طبع وتاریخ) 4: 472

23 النووی، محمد بن عمر، نہایۃ الزین فی ارشاد المبتدئین (بیروت: دارالفکر، 1422ھ) 11: 293

24 ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد، الکافی فی فقہ الإمام احمد (بیروت: دارالکتب العلمیۃ، 1414ھ/1994ء) 2: 303

25 الدسوقی، محمد بن احمد، حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر (بیروت: دارالفکر (س-ن)) 4 : 472

26 الاختیار لتعلیل المختار 5: 129

27 القرافی، احمد بن ادریس، الذخیرہ (بیروت: دارالغرب، 1994ء) 13: 50

28 الزرقانی، محمد بن عبدالباقی، شرح الزرقانی علی الموطاء (بیروت: دارالکتب العلمیۃ، 1411ھ) 3: 158

29 ایضا